الیھم فی الجنۃ کما یحتاجون الیھم فی الدنیا بے شک اہل جنت، جنت میں علما کے محتاج ہوں گے یوں کہ ہر جمعہ کو انھیں اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہوگا مولی سبحانہ وتعالی فرمائے گا جو جی میں آئے مجھ سے مانگو (اب جنت سے مکان میں جاکر کون سی حاجت باقی ہے کچھ سمجھ میں نہ آئے گا کہ کیا مانگیں) علما کی طرف موڈکر کے کہیں گے ہم کیا تمنا کریں وہ فرمائیں گے اپنے رب سے یہ مانگو تو لوگ جنت میں بھی علما کے محتاج ہوں گے جس طرح دنیا میں اُن کے محتاج ہیں رواہ ابن عساکر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنھما اللھم انی اسئلک بعلماء امۃ حبیبک محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان ترحمنا بھم فی الدنیا والاخرۃ وترزقنا مجاھھم عندک العلم النافع والقلب الخاشع والعفو والعافیۃ والمغفرۃ صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اٰمین والحمد للہ رب العلمین واللہ تعالی اعلم۔

باب احکام المسجد

مسئلہ ۔ از لکھنؤ محلہ علی گنج مرسلہ حافظ عبد اللہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین جواب اس مسئلہ کا کہ سقف مسجد پر بسبب گرمی کے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

مکروہ ہے کہ مسجد کی بے ادبی ہے ہاں اگر مسجد جماعت پر تنگی کرے نیچے جگہ نہ رہے تو باقی ماندہ لوگ چھت پر صف بندی کرلیں یہ بلا کراہت جائز ہے کہ اس میں ضرورت ہے بشرطیکہ حال امام مشتبہ نہ ہو فی العلمگیریۃ الصعود علی کل مسجد مکروہ ولھذا اذا اشتد الحر یکرہ ان یصلوا بالجماعۃ فوقہ الا اذا ضاق المسجد فح لایکرہ الصعود علی سطحہ للضرورۃ کذا فی الغرائب واللہ تعالی اعلم۔

التبصیر المنجد بان صحن المسجد مسجد

۱۳۰۷ھ

مسئلہ ۔ از قصبہ کٹھور اسٹیشن سائن ضلع سورت ملک گجرات مسجد پُرب والے مرسلہ مولوی عبد الحق صاحب مدرس مدرسہ عربی کٹھور وسیٹھ بانا بھائی صاحب مہتمم مدرسہ، ۲۷ جمادی الاولی ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت اُس صحن مسجد کے حکم میں کہ جس پر موسم گرما میں ہمیشہ نماز فرض با جماعت مغرب وعشاء وفجر اور کبھی عصر بھی ادا کی جائے اور یہ مسجد چونکہ برسر بازار واقع ہے اس واسطے آمدورفت نمازیوں کی زیادہ ہے عصر ومغرب کو کبھی جماعت ہوچکی ہو تو اکثر آدمی آکر اُس صحن پر اکیلے فرض نماز پڑھ لیتے ہیں کبھی دو چار آدمی آگئے تو وہاں پر جماعت بھی کرلیتے ہیں اور موسم اعتدال ربیع وخریف میں بھی کبھی معمولی جماعت صحن مذکور پر ہوجایا کرتی ہے اب صحن مذکور کو حکم مسجد کا دیا جائے یا نہیں اُس پر جنبی وغیرہ ناپاک آدمی کا

بلاعذر شرعی کے جانا جائز ہے یا نہیں دو شخص باہم مناظرہ کرتے ہیں ایک کے نزدیک صحن مذکور مسجد ہے اور جنبی کا اُس پر جانا حرام اور دوسرے کے نزدیک مصلے عید کے حکم میں ہے جنبی کو اُس پر جانا جائز ہے دلیل اُس کی یہ ہے کہ ہمارے شہر سورت میں اندرون مسجد کو جماعت خانہ اور صحن مسجد کو خارج بولتے ہیں دوسری دلیل یہ کہ فنا اور حریم مسجد اور صحن مسجد باعتبار مفہوم کے متحد ہیں فنا اور حریم مسجد پر جب جنبی کو جانا جائز ہو تو صحن پر بھی جائز ہوگا کس واسطے کہ فناء کو حکم مصلے عید کا ہے اور علمائے سورت میں سے دو عالم صحن مذکور حکم مسجد کا فرماتے ہیں ان دونوں عالموں میں سے ایک عالم صاحب اس شخص کے جو صحن مسجد کو خارج مسجد کہتا ہے استاذ بھی ہیں اب ہر ایک مناظرین مرقومۂ بالا میں سے ایک دوسرے کو مفسد کہتا ہے مفسد فی الدین کون ہے اور مصلح عند الشرع کون اور لفظ فناء مسجد اور حریم مسجد کے معنی صحن مسجد کے سمجھنا صحیح ہیں یا غلط اور دوسرے یہ کہ ساکنان شہر سورت کا عرف کہ اندرون مسجد جماعت خانہ اور صحن مسجد خارج مسجد بولنا یہ عند الشرع معتبر ہے یا نہیں اور کس قدر نمازیں ہر سال میں اُس صحن پر ادا کی جائیں کہ وہ صحن مسجد بن جائے اُس صحن کی مسجد بن جانے میں سوائے نماز کے اور کوئی دوسری شرط بھی عند الشرع معتبر ہو تو تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ۝

صحن مسجد قطعاً جزء مسجد ہے جس طرح صحن دار جزء دار یہاں تک کہ اگر قسم کھائی زید کے گھر نہ جاؤں گا اور صحن میں گیا بیشک حانث ہوگا کما یظھر من الھدایۃ والھندیۃ والدرالمختار وردالمحتار وعامۃ الاسفار اسی طرح اگر قسم کھائی مسجد سے باہر نہ جاؤں گا اور صحن میں آیا ہرگز حانث نہ ہوا ولہذا معتکف کو صحن میں آنا جانا بیٹھنا رہنا یقیناً روا۔ یہ مسئلہ اپنی نہایت وضاحت وغایت شہرت سے قریب ہے کہ بدیہیات اولیہ سے ملتحق ہو جس پر تمام بلاد میں عام مسلمین کے تعامل وافعال شاہد عدل جن کے بعد اصلاً احتیاج دلیل نہیں ہاں جو دعوی خلاف کرے اپنے دعوے پر دلیل لائے اور ہرگز نہ لاسکے گا حتی یلج الجمل فی سم الخیاط مدعی خلاف نے کہ صحن مسجد کے مسجد نہ ہونے پر دو دلیلیں پیش کیں ایک عام جس میں دلیل کی صورت بھی نہیں بلکہ محض دعوے بے دلیل ہے دوسری خاص مساجد سورت سے متعلق دونوں محض باطل وزاہق فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ اس مسئلہ واضحہ کی ایضاح کو بحکم ضرورت صرف دس وجہیں ذکر کرتا ہے جن سے بحکم الہٰی ظلمات تمام پائے اور دونوں دلیل خلاف کا ازالۂ اوہام ہوجائے اسی کے ضمن میں ان شاء اللہ تعالٰی تمام مراتب سوال کا جواب منکشف ہوجائیگا **فاقول** وباللہ التوفیق وافاضۃ التحقیق **اولاً** مسجد اُس بقعہ کا نام ہے جو بغرض نماز پنجگانہ وقف خالص کیا گیا وتمام تعریفہ مع فوائد قیودہ فی الوقف من کتابنا العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ یہ تعریف بالیقین صحن کو بھی شامل اور عمارات وبنا یا سقف وغیرہ ہرگز اس کی ماہیت میں داخل نہیں یہانتک کہ اگر عمارت اصلاً نہ ہو صرف ایک چبوترہ یا محدود میدان نماز کے لیے وقف کردیں قطعاً مسجد ہوجائے گا اور تمام احکام مسجد کا استحقاق پائے گا فتاوی قاضی خاں وفتاوی ذخیرہ وفتاوی عالمگیری وغیرہا میں ہے رجل لہ ساحۃ امر قوما ان یصلوا فیھا بجماعۃ ان قال صلوا فیھا ابدا او امرھم بالصلوۃ مطلقا ونوی الابد صارت الساحۃ مسجدا لومات لایورث عنہ اھ ملخصا پھر مسقف وغیر مسقف میں فرق کرنا اُسے مسجد اسے فناء مسجد ٹھہرانا محض بے معنی

ثانیاً ہر عاقل جانتا ہے کہ مسجد ومعبد ہو یا مسکن ومنزل ہر مکان کو بلحاظ اختلاف موسم دو حصوں پر تقسیم کرنا عادات مطردۂ بنی نوع انسان سے ہے جس پر معظم معمورۃ الارض میں تمام اعصار وامصار کے لوگ اتفاق کیے ہوئے ہیں ایک پارہ مسقف کرتے ہیں کہ برف وبارش وآفتاب سے بچائے دوسرا کھلا رکھتے ہیں کہ دھوپ میں بیٹھنے ہوا لینے گرمی سے بچنے کے کام آئے زبان عرب میں اول کو **شتوی** کہتے ہیں اور دوم کو **صیفی** کما افادہ العلامۃ بدرالدین محمود العینی فی کتاب الایمان من البنایۃ شرح الہدایۃ یہ دونوں ٹکڑے قطعاً اُس معبد یا منزل کے یکساں دو جزء ہوتے ہیں جن کے باعث وہ مکان ہر موسم میں کام کا ہوتا ہے اور بالیقین مساجد میں صحن رکھنے سے بھی واقفین کی یہی غرض ہوتی ہے ورنہ اگر صرف **شتوی** یعنی مسقف کو مسجد اور **صیفی** یعنی صحن کو خارج از مسجد ٹھہرائیے تو کیا واقفین نے مسجد صرف موسم سرما وعصرین گرما کے لیے بنائی تھی کہ ان اوقات میں تو نماز مسجد میں ہو باقی زمانوں میں نماز واعتکاف کے لیے مسجد نہ ملے یا اُن کا مقصود یہ جبر کرنا تھا کہ کیسی ہی حبس وحرارت کی شدت ہو مگر ہمیشہ مسلمان اسی بند مکان میں نمازیں پڑھیں معتکف رہیں ہوا اور راحت کا نام نہ لیں یا انھیں دنیا کا حال معلوم نہ تھا کہ سال میں بہت اوقات ایسے آتے ہیں جن میں آدمی کو درجۂ اندرونی میں مشغول نماز وتراویح واعتکاف ہونا درکنار دم بھر کو جانا ناگوار ہوتا ہے اور جب کچھ نہیں تو بالجزم ثابت کہ جس طرح انھوں نے اپنے چین کے لیے مکان سکونت میں صحن ودالان دونوں درجے رکھے یوہیں عام مسلمین کی عام اوقات میں آسائش وآرام کے لیے مسجد کو بھی انھیں دو حصوں پر تقسیم کیا **ثالثاً** اب نمازیوں سے پوچھیے آپ اذان سُن کر گھر سے کس ارادہ پر چلتے ہیں یہی کہ مسجد میں نماز پڑھیں گے یا کچھ اور قطعاً یہی جواب دیں گے کہ مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں اب دیکھیے کہ وہ موسم گرما میں فجر ومغرب وعشا کی نمازیں کہاں پڑھتے ہیں اور اُن کے حفاظ قرآن مجید کہاں سناتے ہیں اور اُن کے معتکف کہاں بیٹھتے اور ذکر وعبادت میں مشغول رہتے ہیں خود ہی کھل جائے گا کہ مسلمانوں نے صحن کو بھی مسجد سمجھا ہے یا نہیں تو مسجدیت صحن سے انکار اجماع کے خلاف **رابعاً** بلکہ غور کیجیے تو جو صاحب انکار رکھتے ہیں خود انھیں کے افعال اُن کی خطا پر دال اگر وہ مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہوں تو لاجرم موسم گرما میں عام مسلمانوں کی طرح صحن ہی پر پڑھتے ہوں گے پھر اُن سے پوچھیے آپ گھر چھوڑ کر غیر مسجد میں نماز پڑھنے کیوں آئے اور جب یہ مسجد نہیں تو یہاں نماز پڑھنے میں کیا فضیلت سمجھی فضیلت درکنار داعی اللہ کی اجابت کب کی اور حدیث لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد کی تعمیل کہاں ہوئی اور سنت عظیمہ جلیلہ کس واسطے چھوڑی کیا کوئی ذی عقل مسلمان گوارا کرے گا کہ مکان چھوڑ کر آواز اذان سُن کر نماز کو جائے اور مسجد ہوتے ساتے مسجد میں نہ پڑھے بلکہ اُس کے حریم وحوالی میں نماز پڑھ کر چلا آئے کیا اہل عقل ایسے شخص کو مجنون نہ کہیں گے تو انکار والوں کا قول وفعل قطعاً متناقض اگر یہ عذر کریں کہ جہاں امام نے پڑھی بمجبوری ہمیں پڑھنی ہوئی ہے تو محض بیجا ونامعقول وناقابل قبول آپ صاحبوں پر حق مسجد کی رعایت اتباع جماعت سے اہم واقدم تھی جب آپ نے دیکھا کہ سب اہل جماعت مسجد چھوڑ کر غیر مسجد میں نماز پڑھتے ہیں آپ کو چاہیے تھا خود مسجد میں جاکر پڑھتے اگر کوئی مسلمان آپ کا ساتھ دیتا جماعت کرتے ورنہ تنہا ہی پڑھتے کہ حق مسجد سے ادا ہوتے یہانتک کہ علما اس تنہا پڑھنے کو دوسری مسجد میں باجماعت پڑھنے سے افضل بتاتے ہیں نہ کہ غیر مسجد میں فتاوی امام قاضی خاں پھر خزانۃ المفتین پھر ردالمحتار وغیرہا میں ہے یذھب الی مسجد منزلہ ویؤذن فیہ ویصلی وان کان واحدا لان لمسجد منزلہ حقا علیہ فیؤدی حقہ مؤذن مسجد لایحضرہ مسجدہ احد

قالوا یؤذن و یقیم و یصلی وحدہ فذلك احب من ان یصلی فی مسجد اٰخر تنبیہ انھیں وجوہ سے ظاہر ہوگیا کہ اہل سورت کا خاص درجۂ شتوی کو جماعت خانہ کہنا ایک اصطلاح خاص ہے اور صیفی یعنی صحن کو خارج اسی معنی پر کہتے ہیں کہ اُس جماعت خانہ مصطلحہ سے باہر ہے نہ بایں معنی کہ جزء مسجد نہیں اور اگر خارج مسجد ہی کہتے ہوں تو یہ کہنا ایسا ہے جیسے علمائے کرام ظاہر بدن کو خارج البدن فرماتے ہیں جس کے یہ معنی کہ بدن کا بیرونی حصہ نہ یہ کہ بدن سے باہر یونہیں خارج مسجد یعنی مسجد کا بیرونی ٹکڑا نہ یہ کہ مسجد سے خارج اور بالفرض اگر انھوں نے اپنی اصطلاح میں مسجد صرف شتوی یعنی مسقف ہی کا نام رکھا ہو تو اسے مسجد نہ کہنے کا حاصل اس قدر ہوگا کہ درجۂ شتویہ نہیں نہ یہ کہ شرعاً مسجد نہیں اُن کے افعال دائمی یعنی موسم گرما میں ہمیشہ جماعت مغرب و عشا و فجر صحن ہی پر پڑھنا اور اذان سننے پر مکانوں سے بارادۂ صلوۃ فی المسجد آکر یہاں جماعت کرنا جس کی تصریح سوال میں موجود اور رمضان گرما میں یہیں تراویح پڑھنا معتکف رہنا کہ عادۃً بالقطع معلوم و مشہود اس مراد و مقصود پر شاہد مبین و مفید تعیین و مورث یقین کما لا یخفی علی صبی عاقل فضلا عن فاضل **خامساً** طرفہ یہ کہ انکار کرنے والے حلت دخول جنب میں بحث و نزاع کرتے ہیں اُن کے قول پر یہ معاذ اللہ صراحۃً بدعت شنیعہ مسلمانوں سے علی الدوام والالتزام واقع ہوتی ہے یعنی گرمی میں مسجد چھوڑ کر غیر مسجد میں جماعت پڑھنا اور حق مسجد تلف کرنا اس پر کیوں نہیں انکار کرتے بلکہ اس میں تو خود بھی شریک ہوتے ہیں کہ خلاف میں اپنی بھی تکلیف ہے اب اگر وہ اپنے قول باطل پر اصرار کرکے اسی فکر میں پڑیں کہ نماز صحن مطلقاً بند کر دی جائے اور ہمیشہ ہر موسم ہر وقت کی جماعت اندر ہی ہوا کرے اور بالفرض اُن کی یہ بات خلق کو نماز صحن سے مانع آئے تو دیکھیے موسم گرما میں کتنی مسجدیں نماز و جماعت و تراویح و اعتکاف سے معطل محض ہوئی جاتی ہیں کہ لوگ جب صحن سے روکے جائیں گے اور اندر ان افعال کی بجا آوری سے بالطبع گھبرائیں گے لاجرم مسجد کے آنے سے باز رہیں گے اور اگر ایک دو نے یہ ناحق و بےسبب کی سخت مصیبت گوارا بھی کر لی تو عام خلائق کا تنفر قطعی یقینی تو اس نزاع بیجا کا انجام معاذ اللہ مساجد کا ویران کرنا اور اُن میں ذکر و نماز سے بندگان خدا کو روکنا ہے قال اللہ عزوجل ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں کو اُن میں نام خدا یاد کئے جانے سے روکے اور اُن کی ویرانی میں کوشش کرے اب صحن کو مسجد نہ ماننے والے غور کریں کہ کس کا قول افساد فی الدین تھا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **سادساً** اس مسئلہ جلیہ کو کلمات ائمہ کرام ہی سے استخراج کرنا چاہیے تو بوجوہ کثیرہ میسر علما تصریح فرماتے ہیں کہ مسجد مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زمانۂ اقدس میں جنوباً شمالاً یعنی دیوار قبلہ سے پائین مسجد تک سو گز طول رکھتی تھی اور اسی قدر شرقاً غرباً عرض تھا اور پائیں میں یعنی جانب شام ایک مسقف دالان جنوب رویہ تھا جسے صُفّہ کہتے اور اہل صفہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اُس میں سکونت رکھتے یہ بھی جزء مسجد تھا علامہ رحمۃ اللہ سندی تلمیذ امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام منسک متوسط اور مولٰنا علی قاری مکی اُس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں (حدہ) ای حد ود المسجد الاول (من المشرق من وراء المنبر نحو ذراع ومن المغرب الاسطوانۃ الخامسۃ من المنبر ومن الشام حیث ینتھی مائۃ ذراع من محرابہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) وھو معلوم لاھل المدینۃ بالعلامۃ الموضوعۃ اھ ملخصا علامہ طاہر فتنی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں اھل الصفۃ فقراء المھاجرین

ومن لم یکن لہ منھم منزل یسکنہ فکانوا یاوون الی موضع مظلل فی مسجد المدینۃ صحیح بخاری شریف میں ہے باب نوم الرجال فی المسجد وقال ابوقلابۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قدم رھط من عکل علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فکانوا فی الصفۃ وقال عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال کان اصحاب الصفۃ الفقراء علامہ احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں الصفۃ بضم الصاد وتشدید الفاء موضع مظلل فی اخریات المسجد النبوی تاوی الیہ المساکین اب مشاہدہ کرنے والا جانتا ہے کہ محراب مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ محراب امیرالمومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جانب شمال ہے پائین مسجد کو پیمائش کرتے آئیے تو سَو گز کی مساحت ایک حصہ صحن میں آئے گی اور قطعاً معلوم کہ زمانہ اقدس میں جس قدر بنائے مسجد تھی اُس میں کمی نہ ہوئی بلکہ افزونیاں ہی ہوتی آئیں تو واجب کہ اُس وقت بھی یہ سَو گز مع صحن تھی اور جبکہ صفہ تک جزء مسجد تھا کما ظھر مما نقلنا من العبارات تو کیونکر معقول کہ بیچ میں صحن خارج مسجد گنا جائے **سابعاً** علما ارشاد فرماتے ہیں کہ مسجد میں پیڑ بونا ممنوع ہے کہ اُس سے نماز کی جگہ رُکے گی مگر جبکہ اُس میں منفعت مسجد ہو اس طرح کہ زمین مسجد اس قدر گل ہو کہ ستون بوجہ شدت رطوبت نہ ٹھہرتے ہوں تو جذب تری کے لیے پیڑ بوئے جائیں کہ جڑیں پھیل کر زمین کی نم کھینچ لیں ظہیریہ وخانیہ وخلاصہ وہندیہ وبحرالرائق وغیرہا میں ہے یکرہ غرس الشجر فی المسجد لانہ یشبہ بالبیعۃ ویشغل مکان الصلوۃ الا ان تکون فیہ منفعۃ للمسجد بان کان الارض نزۃ لا تستقر اساطینھا فیغرس فیہ الشجر لیقل النز ظہیریہ کے لفظ یہ ہیں فتغرس لتجذب عروق الاشجار ذلک النز فیجوز والا فلا وانما جوز مشائخنا فی المسجد الجامع ببخارا لما فیہ من الحاجۃ اھ ظاہر ہے کہ ستون مسجد مسقف ہی میں ہوتے ہیں اور پیڑ درجہ اندرونی میں نہیں بوتے بلکہ سائے میں پرورش نہیں ہوتے معہذا جب تری کی وہ بیشتری کہ ستون نہیں ٹھہرتے تو ایسی رطوبت پھلواری وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے پودھوں سے دفع نہیں ہوسکتی نہ اُن کی جڑیں اتنی پھیلیں کہ اطراف سے جذب کرلیں اور بڑے پیڑ اندر بوئے جانا معقول نہیں تو واجب کہ اس سے مراد صحن مسجد میں بونا ہے اور اسے اُنھوں نے مسجد میں بونا قرار دیا جب تو غرس فی المسجد کی صورت جواز میں رکھا اور مثال ظہیریہ نے تو اس معنی کو خوب واضح کردیا قطعاً معلوم کہ جامع بخارا کا مسقف نہیں نہ زنہار اُس کے درخت زیر سقف ہیں بلکہ یقیناً صحن میں بوئے گئے اور اسی کو علمائے کرام نے غرس فی المسجد جانا **ثامناً** علما فرماتے ہیں دروازہ مسجد پر جو دوکانیں ہیں فنائے مسجد ہیں کہ مسجد سے متصل ہیں فتاوٰی امام قاضی خاں پھر فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے یصح الاقتداء لمن قام علی الدکاکین التی تکون علی باب المسجد لانھا من فناء المسجد متصلۃ بالمسجد ظاہر ہے کہ جو دوکانیں دروازہ پر ہیں صحن مسجد سے متصل ہیں نہ درجہ مسقفہ سے تو لاجرم صحن مسجد مسجد ہے اور یہیں سے ظاہر کہ صحن کو فنا کہنا محض غلط ہے اگر وہ فنائے مسجد ہوتا تو دکانیں کہ اُس سے متصل ہیں متصل بہ فنا ہوتیں نہ متصل بہ مسجد پھر اُن دکانوں کے فنا ٹھہرنے میں کلام ہوتا کہ فنا وہ ہے جو متصل بہ مسجد ہو نہ وہ کہ متصل بہ فنا ہو ورنہ اس تعریف پر لزوم دَور کے علاوہ متصل بالفنا بھی فنا ٹھہرے تو سارا شہر یا لااقل تمام محلہ فنائے مسجد قرار پائے کما لایخفی اور یہ ادعا کہ صحن وفنا کا مفہوم واحد جہل شدید ہے کہ کسی عاقل سے معقول نہیں شاید یہ قائل اُن دکانوں کو بھی صحن مسجد کہے گا **تاسعاً** انصاف کیجیے تو یہ خاص جزئیہ بھی یعنی صحن مسجد میں جنب کا جانا ناجائز ہونا کلمات علما سے مستفاد ہوسکتا ہے ائمہ فرماتے ہیں جنب کو مسجد میں جانا جائز نہیں مگر جبکہ پانی کا چشمہ مسجد میں ہو اور اُس کے سوا کہیں پانی نہ ملے

تو تیمم کرکے لے آئے مبسوط وعنایہ وردالمحتار وفتاوی حجہ وفتاوی ہندیہ وغیرہا اسفار میں ہے واللفظ للثلثۃ الاول مسافر مر بمسجد فیہ عین ماء وھو جنب ولایجد غیرہ فانہ یتیمم لدخول المسجد عندنا ظاہر ہے کہ عامہ بلاد میں عامۂ مساجد جماعات مسقف ہوتی ہیں اور چشمۂ آب عادۃً صحن ہی میں ہوتا ہے اور کلمات فقہا امور عادیہ غالبہ ہی پر مبنی ہوتے ہیں بہت نادر ہے کہ حصہ اندرونی میں چشمۂ آب ہو تو اُنھوں نے صحن ہی میں جنب کو جانے پر یہ احکام فرمائے فافھم وتبصر ان کے سوا اور بہت وجوہ کثیرہ سے استنباط ممکن مگر بعد اُن دلائل قاہرہ کے جو ابتداءً زیورگوش سامعین ہوئے حاجت تطویل نہیں عاشراً یا ھذا اُن براہین ساطعہ کے بعد صحن مسجد کا جزءِ مسجد ہونا اجلٰی بدیہیات تھا جس پر اصلاً تصریح کتب کی احتیاج نہ تھی بلکہ جو اُسے مسجد نہیں مانتا وہی محتاج تصریح صریح وقطعی تھا اور ہرگز نہ دکھا سکتا نہ کبھی دکھا سکے تاہم فقیر نے بطور تبرع یہ چار استنباط بھی کلمات ائمہ سے ذکر کیے کہ یہ بدیہی مسئلہ اپنے غایت وضوح واشتہار کے باعث اُس قبیل سے تھا جس پر خادم فقہ کو کتب ائمہ میں تصریح جزئیہ ملنے کی امید نہ ہوتی کہ ایسی روشن ومشہور باتوں پر فقہائے کرام کم توجہ فرماتے ہیں مثلاً اگر کوئی اس امر کی تصریح کتابوں سے نکالنا چاہیے کہ مسجد کے درجہ شتوی میں جسے اہل سورت جماعت خانہ کہتے ہیں تین در ہیں اُن میں بائیں طرف کا در بھی جزءِ مسجد ہے اور اُس میں بھی جنب کو جانا ممنوع یا نہیں تو غالباً ہرگز اس کا جزئیہ نہ پائے گا مگر بحمد اللہ تعالٰی جب فقیر یہاں تک لکھ چکا مسئلہ کا خاص جزئیہ کلمات علما میں یاد آیا جس میں ائمہ دین نے صاف تصریحیں فرمائی ہیں کہ مسجد کے صیفی وشتوی یعنی صحن ومسقف دونوں درجے یقیناً مسجد ہیں اب سُنیے امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری فتاوی خلاصہ پھر امام فخر الدین ابو محمد عثمٰن بن علی زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق پھر امام حسین بن محمد سمعانی خزانۃ المفتین پھر امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام فتح القدیر پھر علامہ عبدالرحمٰن بن محمد رومی مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر پھر علامہ سیدی احمد مصری حاشیۂ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح پھر خاتم المحققین سیدی محمد بن عابدین شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں واللفظ للخلاصۃ والخزانۃ رجل انتھی الی الامام والناس فی صلاۃ الفجر ان رجا ان یدرک رکعۃ فی الجماعۃ یاتی برکعتی الفجر عند المسجد وان لم یمکن یاتی بھما فی المسجد الشتوی ان کان الامام فی الصیفی وعلی العکس وان کان المسجد واحدا یقف فی ناحیۃ المسجد ولایصلیھما مخالطا للصف مخالفا للجماعۃ فان فعل ذلک یکرہ اشد الکراھۃ اھ ردالمحتار میں ہے قولہ عند باب المسجد ای خارج المسجد کما صرح بہ القھستانی الخ **اقول** و یوضحہ قول الھدایۃ والھندیۃ یصلی رکعتی الفجر عند باب المسجد ثم یدخل امام ابو البرکات حافظ الدین نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں الافضل فی السنن المنزل ثم باب المسجد ان کان الامام یصلی فی المسجد ثم المسجد الخارج ان کان الامام یصلی فی الداخل او الداخل ان کان فی الخارج اھ ملخصا محقق علامہ زین بن نجیم مصری بحرالرائق پھر علامہ سیدی احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں السنۃ فی السنن ان یأتی بھا فی بیتہ او عند باب المسجد وان لم یمکنہ ففی المسجد الخارج الخ منیہ وشرح صغیر منیہ للعلامہ ابراہیم الحلبی میں ہے (السنۃ) المؤکدۃ (فی سنۃ الفجر) ان لایاتی بھا مخالطا للصف ولاخلف الصف من غیر حائل و (ان یاتی بھا) اما (فی بیتہ) وھو الافضل (او عند باب المسجد) ان امکن بان کان ھناک موضع لائق للصلاۃ (وان لم یمکنہ) ذلک (ففی المسجد الخارج) ان کانوا یصلون فی داخل وبالعکس ان کان ھناک مسجدان صیفی وشتوی اھ

امام محقق علامہ محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی حلیہ میں اسی قول منیہ کے نیچے فرماتے ہیں المسجد الخارج صحن المسجد اھ دیکھو اول کی سات کتابوں میں صیفی وشتوی دونوں کو مسجد فرمایا اور آٹھ سے گیارہ تک چار کتابوں میں انھیں مسجد داخل ومسجد خارج سے تعبیر کیا صغیری نے ان عبارات شتی کا مصداق واحد ہونا ظاہر کردیا اور حلیہ میں تصریح فرمادی کہ مسجد بیرونی صحن مسجد کا نام ہے تو صاف واضح ہوگیا کہ صحن مسجد قطعاً مسجد ہے جسے علما کبھی مسجد صیفی اور کبھی مسجد الخارج سے تعبیر فرماتے ہیں والحمد للہ علی وضوح الحق ان نصوص صریحہ کے بعد اُن استنباطوں کی حاجت نہ تھی مگر کیا کیجیے کہ فقیر اُنھیں پہلے ذکر کرچکا تھا معہذا اُن کے ابقا میں طالبان علم وخادمان فقہ کی منفعت کہ اقوال علما سے استنباط مسائل کا طریقہ دیکھیں وباللہ التوفیق اب کہ بحمد اللہ کالشمس علی نصف النہار واضح وآشکار ہوگیا کہ صحن مسجد بالیقین جزء مسجد ہے تو اُس کے لیے تمام احکام مسجد آپ ہی ثابت جن کا ثبوت صحن پر نمازیں پڑھے جانے خواہ کسی شرط پر اصلاً موقوف نہیں کہ مسجد مذہب راجح پر واقف کے صرف اس کہنے سے کہ میں نے اس زمین کو مسجد کیا اور دوسرے مذہب پر ایک قول مصحح ظاہر الروایہ میں دو آدمیوں کی جماعت باذان واقامت بلکہ واقف کے سوا ایک ہی شخص کی اذان واقامت ونماز بہیئت جماعت اور ایک قول ظاہر الروایہ میں سوائے واقف ایک ہی آدمی کے منفرداً نماز پڑھ لینے سے بجمیع اجزائہ مسجد ہوجاتی ہے تو ہر ہر جزء میں جداگانہ نماز ہونے کی بالاجماع حاجت نہیں مذہب اول پر تو خود ظاہر کہ مطلقاً نماز کی شرط ہی نہیں صرف قول کفایت کرتا ہے اور ثانی پر بھی واضح کہ منفرد کی نماز یا دو شخصوں کی جماعت ہر پارۂ مسجد کو شامل نہیں ہوسکتی کما لایخفی فوضح المقصود والحمد للہ العلی الودود تنویر الابصار و درمختار و ردالمحتار میں ہے یزول ملکہ عن المسجد بقولہ جعلتہ مسجدا عند الثانی (وفی الدر المنتقی وقدم فی التنویر والدرر والوقایۃ وغیرھا قول ابی یوسف وعلمت ارجحیتہ فی الوقف والقضا اھ ش) وشرط محمد والامام الصلاۃ فیہ بجماعۃ (واشتراط الجماعۃ لانھا المقصودۃ من المسجد ولذا اشترط ان تکون جھرا باذان واقامۃ والا لم یصر مسجدا قال الزیلعی وھذہ الروایۃ ھی الصحیحۃ وقال فی الفتح ولو اتحد الامام والمؤذن وصلی فیہ وحدہ صار مسجدا بالاتفاق لان الاداء علی ھذا الوجہ کالجماعۃ لکن لوصلی الواقف وحدہ فالصحیح انہ لایکفی اھ ش) وقیل یکفی واحد وجعلہ فی الخانیۃ ظاھر الروایۃ (وعلیہ المتون کالکنز والملتقی وغیرھما وقد علمت تصحیح الاول وصححہ فی الخانیۃ وعلیہ اقتصر فی کافی الحاکم فھو ظاھر الروایۃ ایضا اھ ش) واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۔ از بری سال مرسلہ جان محمود ساکن چاند

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی کے مکان میں ایک مسجد مدت سے قائم ہے اور وہ خود متولی ہے اور جمعہ کی نماز بھی ہمیشہ پڑھی جاتی ہے ابھی متولی مسجد نے ایک شخص کو کسی وجہ سے منع کیا کہ وہ اس مسجد میں نہ آوے جب اُس کو منع کیا تو وہ شخص اور چند مصلی مجتمع ہوکر دوسری جگہ پر ایک مسجد نئی بنا کرلی اس قدر فاصلہ پر ہے کہ اگر بلند آواز سے اذان کہے تو احتمال سنائی کی ہے اس صورت میں دونوں مسجدوں میں جمعہ کی نماز جائز ہے یا ایک میں اگر ایک میں ہے تو اول یا ثانی اگر صورت مذکورہ میں منع کرنا کسی مصلی کو شرعاً کوئی وجہ سے جائز ہے یا نہیں۔ بینوا بحوالۃ الکتاب توجروا یوم الحساب۔